ISSN Print: 2394-7500
ISSN Online: 2394-5869
Impact Factor: 5.2
IJAR 2017; 3(11): 50-51
www.allresearchjournal.com
Received: 13-09-2017
Accepted: 14-10-2017

Mazahir Huasain
Research Scholar Dept of Urdu
Sri Venkteswar University
Amroha Ghazrola UP, India

Correspondence
Mazahir Huasain
Research Scholar Dept of Urdu
Sri Venkteswar University
Amroha Ghazrola UP, India

عابد سہیل اوران کی افسا نہ نگاری کا مختصر جائزہ

Mazahir Huasain

Introduction

ابتدا ئے آفرینش سے دنیا میں ایسی شخصیتیں پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے اپنے علم کا لو ہا منوا یا،ایسی خاص شخصیتوں کو قدرت بھی ایک خاص ذہن عطا کرتی ہے اور اعلیٰ ذہن ہونے کی وجہ سے اوائل عمر ہی سے ان کے ہو نہار ہونے کا پتہ کسی نہ کسی طرح سے چل جاتا ہے، اسی طرح کی بہت سی شخصیتیں اردو ادب میں بھی رو نما ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں کہ جنہوں نے اپنی ذہانت اور فہم و ادراک کا لو ہا تحقیق و تنقید اور تخلیق میں منوا یا ہے لیکن خدا نے ہر ایک کو ہر فن مولا نہیں بنایا، کسی نے تحقیق و تنقید کا دا من تھا ما تو کسی نے تخلیقی کردار ادا کیا، کسی نے نثری ادب کو اپنایا، تو کسی نے شعری ادب میں طبع آزما ئی کی، اگر کوئی فکشن کا ما ہر ہوا تو کوئی ناول کا شیدا ئی ہے۔ اس کے علاوہ قدرت ایسی شخصیات بھی پیدا کرتی ہے جو ہمہ جہت یعنی مختلف میدا نوں کی شہوار ہو تی ہیں۔ ایسے ہی حضرات میں ایک مشہور و معروف نام عا بد سہیل ہے۔وہ صحا فت و تنقید اور افسا نہ وغیرہ متعدد اصناف پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔

عا بد سہیل کا اصلی نام تو سید محمد عا بد تھا لیکن عا بد سہیل کے قلمی نام سے لکھتے تھے۔ ان کے والد کا نام سید ظفر یاب اور والدہ کا نام عائشہ بیگم ہے۔ ان کی پیدا ئش۲۷ ، نومبر ۱۹۳۲ ء کو اورئی ضلع جالون یو پی میں ہوئی۔ ابتدا ئی تعلیم اورئی اور بھو پال سے حاصل کی اور اعلی تعلیم لکھن�ؤ یو نیورسٹی سے مکمل کی۔ اردو ہائی اسکول کے بعد کسی درجے میں نہیں پڑھی لیکن گھریلو ما حول سیاسی اور ادبی تھا، اس لیے کم عمری سے ہی ان دو نوں باتوں میں ان کی دلچسپی اور شوق پیدا ہو گیا۔بھو پال کے دوران قیام انہوں نے قدوس صہبائی اور متین سروش کو بھی قریب سے دیکھا جو اپنے زمانے کے مشہور اشترا کی لیڈر تھے۔ بھو پال میں شعر و ادب کا بھی چر چا تھا۔ پہلا انگریزی مضمون سر کاری رسا لے اتر پردیش میں شا ئع ہوا۔ جب وہ انٹر میڈیٹ کے طا لب علم تھے ان کا پہلا افسانہ" دور آ سمان کے خلا ؤں" میں ۱۹۴۸ ء میں دیوان سنگھ مفتون کے ہفت رو زہ اخبار" سیاست" میں شا ئع ہوا جو فسادات کے مو ضوع پر تھا۔ لکھن�ؤ آنے کے بعد ۱۹۴۹ ء میں با قاعدہ افسا نہ نگاری شرو
کی۔

کمیونسٹ تحریک سے عابد سہیل نو عمری میں ہی جڑ گئے تھے۔ آزادی کے بعد وہ تین بار جیل گئے۔ ترقی پسند تحریک سے بھی ان کا تعلق قدیم ہے۔ اس کے لیے انہوں نے بڑی قربا نیاں دیں۔ سڑکوں پر اور گھروں میں جا کر کتابیں فرو خت کیں۔بعد میں وہ انجمن ترقی پسند مصنفین کے سیکریٹری ہو ئے اور مرکزی انجمن کی صدارتی مجلس کے رکن بھی رہے۔

اس تحریک کے سلسلے میں ان کی سب سے بڑی خدمت ماہنا مہ" کتاب" کا اجراء ہے جو ۱۹۶۲ ء میں شا ئع ہونا شروع ہوا اور جولائی۱۹۷۵ ء یعنی بارہ سال تک نکلتا رہا۔ انجمن کی کا نفرنسوں کی رو داد بھی اس میں شا ئع ہو تی رہی۔ یہ اصل میں جدیدیت کی تحریک کے عروج کا زمانہ تھا۔ ترقی پسندی شب خونی جدیدیت کا سب سے بڑا نشانہ تھا۔ "کتاب" نے اس کے حملوں کا جواب دیا اور نوا جوان ترقی پسند ادیبوں کو آگے بڑھایا۔

۱۹۵۵ ء میں پہلی مرتبہ صحا فت سے رشتہ جو ڑا۔ اسی سال رو ز نامہ" قومی آ واز" کے لیے ان کو یو نیورسٹی کا اعزازی نمائندہ مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۷ ء میں اسی رو ز نامے کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۶۱ ء سے ۱۹۷۲ ء تک انگریزی رو ز نامہ" نیشنل ہیرالڈ" کے سب ایڈیٹر رہے، ۱۹۷۲ ء سے ۱۹۸۳ ء تک چیف سب ایڈیٹر، ۱۹۸۳ ء سے ۱۹۸۵ ء تک نیو ز ایڈیٹر کی حیثیت سے منسلک رہے۔ اور اسی سال مستعفی ہو گئے۔

ان کے افسا نوں کا پہلا مجمو عہ" سب سے چھو ٹا غم"دسمبر۱۹۷۵ ء میں شا ئع ہوا اور اسی کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۴ ء میں منظر عام پر آ یا۔ دوسرا مجمو عہ ۲۳ سال کے بعد" جینے والے" کے نام سے دسمبر ۱۹۹۸ ء میں شا ئع ہوا اور تیسرا مجمو عہ "غلام گردش" کے نام سے دسمبر۲۰۰۶ ء میں منظر عام پر آ یا۔

عا بد سہیل کے ادبی اور تنقید ی مضا مین زیادہ تر آجکل، دہلی، نیا دور،لکھنؤ،ماہ نو، کرا چی، افکار،کرا چی اور نقوش، لاہور میں چھپے ہیں۔ ریڈیو آ رٹسٹ کی حیثیت سے مختلف ریڈیو فیچر اور سیریل لکھے۔ ان کا ایک ریڈیو ڈرا ما" مو ٹر کا ر، بگھی اور شکار" کے نام سے ایس ایس ٹھا کرے نے پرڈیوس کیا تھا۔

انہوں نے فکشن پر بھی ایک وقیع کتاب" فکشن کی تنقید: چندمبا حثے" قلم بند کی ہے۔انہوں نے چند کتابوں کے ترجمے بھی کیے ہیں جن میں بطور خاص جا سوسی نا ولوں کا ذکر کرنا چا ہئے۔"باغات" اور" ہندوستان کے پھل" جیسی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے" اردو کے ادبی رسا ئلوں کے مسائل" اور" مضامین احمدجمال پاشا" پربھی کتابیں لکھی ہیں اور ۲۰۱۲ ء میں اپنی خود نوشت سوانح" جو یاد رہا" کے نام سے شا ئع کی۔ ان سب خدمات

کے با وجود وہ اصل میں میدان افسانہ کے شہسوار ہیں۔ وہ اپنی دوسری ادبی خدمات کے ساتھ بھی عروس افسا نہ کی آرا ئش زلف میں مشغول رہے ہیں۔ صنف افسا نہ سے ان کا رشتہ اس وفا پرست شو ہر کا سا ہے جو ایجاب و قبول کے بعد اپنی منکوحہ کے علاوہ کسی دوسری عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کو بھی خیا نت اور حرام سمجھتا ہے،اس اثنا میں ان کے ۵۰ کے قریب افسا نے زیور طبا عت سے آ راستہ ہیں ۔

عابد سہیل کے افسا نے زندگی کے بہت قریب ہیں۔ یہ انسانی زندگی کی دھوپ چھا ؤں، دکھ سکھ، چھوٹی بڑی خوشیوں، محرومیوں،خوا ہشوں، نفسیات کے تاریک و رو شن نکتوں، بدلتے ہو ئے ما حول اور معاشرے میں مختلف اثرات کے تحت بنتے بگڑتے انسانی رشتوں سے عبارت ہیں۔ وہ زندگی کی حقیقتوں کو ایسی فطری سادگی سے پیش کرتے ہیں کہ ان کے اثرات قاری کے ذہن میں عرصے تک بر قرار رہتے ہیں۔ چنانچہ مثنیٰ رضوی لکھتے ہیں:

’’ عا بد سہیل انسانی رشتوں کے نبض شناس ہیں، وہ انسانی رشتے جنہیں روز مرہ کی زندگی کے دکھوں اور غموں نے اٹوٹ بنا دیا ہے ان کی کہا نیاں آ نسوؤں کی لو سے اندھیروں میں چرا غ جلا تی ہیں... مو ضو عات میں اتنے تنوع اور کرداروں میں اتنے ابعاد (Dimensions) کے با وجود انسان دوستی اور درد مندی کا رشتہ ایک سر میں سب کو با ندھے رکھتا ہے۔ زمینی سچائی سے جڑی ہو ئی یہ کہا نیاں عا بد سہیل کے فنی شعور اور چا بک دستی کی بدو لت منفرد شناخت اور اہمیت کی مالک بن گئی ہیں۔ ان کی بیشتر کہا نیاں شروع ہو تے ہی قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں اور پھر تجسس کا ایک سلسلہ اس گرفت کو مضبوط کرتا جاتا ہے اور آ خر میں اس کا اختتام اساندا ز میں شکل پذیر ہو تا ہے کہ وہ نامیاتی اکا ئی کا رو پ اختیار کر لیتی ہیں۔‘‘

[فلیپ غلام گردش، عابد سہیل]

عا بد سہیل نے جس دور میں افسا نہ نگاری کا آ غاز کیا اس وقت منٹو، بیدی،کرشن چندر اور عصمت کا جادو کام کررہا تھا۔ لیکن ان کے تمام افسا نے ان افسا نہ نگاروں کے اثر سے با لکل آ زاد ہیں۔ ان کا اپنا خود کا ایک الگ ہی رنگ و آ ہنگ ہے۔ ان کے تینوں افسا نوی مجمو عے جن واقعات اور مو ضو عات کو ایک عام تخلیق کار بغیر چھو ئے آ گے بڑھ جاتا ہے۔ عابد سہیل اسے اپنے مشاہدے اور تخیل کے فریم میں رکھ کر ایک ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جو قاری کے دل کی دھڑ کن بن جاتی ہے ۔ چنا نچہ اقبال متین لکھتے ہیں:

’’ عا بد سہیل بڑی نرمی اور گھلا وٹ سے اپنی کہا نیوں میں زندگی کے گو نا گوں رجائی اور قنو طی جذبے آنکھ بچا کر سمیٹتا جاتا ہے، پھر ماجرے کا اظہار کچھ اس طرح کرتا ہے جیسے وہ خود اپنی کہا نی میں کچھ نہیں کہہ رہا ہو بلکہ اس کی کہا نیاں خود اس سے اور اپنے قا ری سے مخا طب ہو کر بیا نیہ کا وسیلہ بنائے ہوئے ہوں، اس طرح کہا نی میں سما کر، کہا نی سے الگ ہو جانا یا ان میں کرداروں کے ساتھ دوستی نباہتے نباہتے اس طرح اجنبی ہو جانا جیسے ان کے ساتھ رہنے کی علت سے کرداروں کی آزاد روی سلب ہو کر رہ جاتی ہے۔عابد سہیل کا ایسا ہنر ہے جو بڑی کہانی کے امکان کو تقویت دیتا ہے اور اس کی انفرادیت کے لیے کوئی اشتبا ہ نہیں رہ جاتا۔‘‘

[فلیپ غلام گردش، عابد سہیل]

عا بد سہیل کے افسا نوں میں لکھنوی تہذیب کے جو اثرات سماجی حقا ئق کا احساس، تہذیبی عکاسی کا جو ما حول رچا بسا رہتا ہے ،زندگی کی نا ہمواریاں، استحصال، سماجی برا ئیاں، زندگی کی تیز رفتاری، دو لت کی طلب ان کے افسا نوں کی کا میابی ہے کہ یہ امید، انسان دوستی اور فکرو احساس کے گہرے اندھیرے میں رو شنی کی ایک کرن چھوڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ نگینہ جبیں لکھتی ہیں:

’’ ان(عابد سہیل) کے یہاں مشینی دور میں زندگی کی تیز رفتا ری، دو لت کی طلب اور انسانوں کی اس بھیڑ میں تہذیب، اخلا ق، مروت اور محبت کی گمشدگی، عا لمی تہذیبی کی قدروں اور پاسداریوں کی شکست صا ف نظر آ تی ہے ارو عام طور پر یہی ان کے افسا نوں کی بنیا بھی ہے جو لوگ عا بد سہیل کی شخصیت سے واقف ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ یہی ان کی زندگی کا رویہ ہے۔‘‘

[فلیپ غلام گردش، عابد سہیل]

اس مختصر مدت میں انہوں نے’’ کتاب‘‘ کے کچھ اہم اور ضخیم نمبر شا ئع کیے جس میں افسا نہ نمبر، شو کت تھانوی نمبر، علی عباس حسینی نمبر، ایک خاص نمبر جو تین حصوں پر مشتمل ہے اور چار سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ الوداعی شمارہ بھی کافی ضخیم ہے جس کا اداریہ’’ الوداعیہ‘‘ کے عنوان سے سب سے آ خر میں چھا پا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ عا بد سہیل اردو ادب با لخصوص اردو افسا نے کا ایک ایسا معتبر اور منفرد نام ہے جس نے اردو افسا نے کو سر بلندی عطا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔